السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک کنویں میں بہت سا پانی ہے اوراس میں ایک کتے کا بچہ گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ پانی کنویں کا ناپاک ہے یا پاک؟ بعض جہلا کہتے ہیں کہ جب تک کل پانی نہ نکالا جائے، تب تک پاک نہیں ہوسکتا۔ آیا وہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں یا غلط؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جب کتے کا بچہ کنویں سے نکال لیا گیا اور کنویں میں پانی بہت سا ہے تو اگر پانی دو قلہ یا دو قلے سے زیادہ ہے تو اس کنویں کا پانی پاک ہے۔ ''حجة اللہ البالغة'' (۱/ ۱۴۷ مصری) میں ہے:

إلی) وإنما جعل القلتین حدا فاصلاً بین الکثیر والقلیل، لأمر ضروري، لابد منه، ولیس تحکما ولا جزافا، وکذا سائر المقادیر الشرعیة (إلی قوله) وقد أطال القوم في فروع موت) [1] ((قوله صلی اللہ علیه: ((إذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثاً)) الحیوان في البئر والعشر في العشر والماء الجاري، ولیس في کل ذلک حدیث عن النبي صلی اللہ علیه وسلم ألبتة، وأما الآثار المنقولة عن الصحابة والتابعین کأثر ابن الزبیر في الزنجي، وعلی رضی اللہ عنه في الفأرة، والنخعي والشعبي في نحو السنور، فلیست مما یشهد لها المحدثون بالصحة، ولا مما اتفق علیه جمهور أهل القرون الأولیٰ، وعلیٰ تقدیر صحتها یمکن أن یکون ذلک تطییبا للقلوب، وتنظیفا للماء، لا من جهة الوجوب الشرعي، کما ذکر في کتب المالکیة، ودون نفي هذا الاحتمال خرط القتاد، وبالجملة فلیس في هذا الباب شيئ یعتد به، ویجب العمل علیه، وحدیث القلتین أثبت من ذلک کله بغیر شبهة، ومن المحال أن یکون اللہ تعالیٰ شرع في المسائل [لعباده شیئا زیادة] علیٰ ما لا ینفکون عنه من الارتفاقات، وهما مما یکثر وقوعه، وتعم به البلویٰ، ثم لا ینص علیه النبي صلی اللہ علیه وسلم نصا جلیا، ولا یستفیض في الصحابة ومن بعدهم، ولا حدیث واحد فیه'' واللہ تعالیٰ أعلم" [2]

[نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب پانی دو قلے ہو تو وہ گندگی نہیں اٹھاتا۔ آبِ کثیر اور آبِ قلیل کے درمیان قلتین کو ایک ضروری امر کی وجہ سے حد فاصل ٹھہرایا ہے، کسی زبردستی یا اٹکل کے سبب یہ حد بندی نہیں کی اور تمام مقادیر شرعیہ کا یہی حال ہے کہ کسی کے اندر بھی زبردستی اور اٹکل کا دخل نہیں ہے۔ پھر لوگوں نے کنویں کے اندر جاندار کے مر جانے، دہ در دہ اور بہنے والے پانی کے متعلق بہت زیادہ جزئی مسائل نکال لیے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سب مسائل کے متعلق قطعاً احادیث مروی نہیں ہیں، البتہ جو آثار صحابہ کرام سے، مثلاً: ابن زبیر سے زنگی کے متعلق، علی رضی اللہ عنہ سے چوہیا کے بارے میں اور نخعی اور شعبی سے بلی جیسے جانور کے متعلق مروی ہیں، ان کے متعلق محدثین نے صحت کی گواہی دی ہے نہ قرونِ اولیٰ کے جمہور کا ان پر اتفاق ہے۔ اگر وہ آثار صحیح بھی ہوں تو ممکن ہے کہ وجوبِ شرعی کے طور پر نہیں، بلکہ لوگوں کے دل مطمئن کرنے اور پانی کی نظافت کے لیے ہوں، جیسا کہ کتبِ مالکیہ میں مذکور ہے۔ اگر یہ احتمال صحیح نہیں ہے تو اس میں سخت دقت ہے۔ المختصر اس باب میں کوئی قابلِ اعتماد اور واجب العمل شے نہیں ہے اور حدیثِ قلتین بلاشبہ ان سب سے زیادہ ثابت ہے۔ نیز یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسائل میں اپنے بندوں کے لیے ان تدابیر کے اوپر جو ان کے اوپر لازم ہیں، کچھ بڑھایا ہو اور باوجود ان چیزوں کے کثرتِ وقوع اور عمومِ بلوی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی واضح حکم نہ دیا ہو اور صحابہ کرام میں وہ معروف نہ ہوا ہو اور اس بارے میں ایک بھی حدیث نہ ہو]

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 98

محدث فتویٰ

---

[1] حجۃ البالغۃ (ص: ۳۸۸۔ ۳۹۱

---

[2] سنن أبي داود، رقم الحدیث (٦٣) سنن الترمذي، رقم الحدیث (٦٧) سنن النسائی، رقم الحدیث (٥٢) نیز دیکھیں: إرواء الغلیل (١/ ٦٠)